رشیا (BYELO-RUSSIA) کی جانب سے خود مختاری کے اعلان کے پسِ منظر میں مزید بڑھ جاتی ہے۔

دلچسپ بات ہے یہ کہ سوویٹ حکومت یا حکمران کمیونسٹ پارٹی کے پاس وسطی ایشیا میں بڑھتے ہوئے بحران کے حل کے لیے کوئی سیاسی منصوبہ نہیں ہے۔ اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ فوجی قوت کے استعمال سے مزاحمت میں اضافہ ہو جائے گا۔ صدر گورباچیف نے نسلی تشدّد کو دبانے کے لیے فوج کو استعمال کیا۔ دریں اثنا یوں لگتا ہے کہ کریملن مسلمانوں کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کر کے وقت حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

قوم اور اقتدارِ اعلیٰ

قومی خود مختار گروپوں کی جدوجہد آزادی کو مہمیز

سوویت یونین کے جنوبی حصّے میں واقع مسلمان جمہوریتوں نے زیادہ خود مختاری کے لیے تحریک کا آغاز کر دیا ہے۔ بالٹک ریاستوں کے برعکس وسطی ایشیائی جمہوریتوں کے پاس آزاد ریاستوں کی مقتدرانہ حیثیت کے لیے کوئی مربوط ڈھانچہ نہیں ہے۔ آذر بائی جان کا معاملہ الگ تجزیے کا متقاضی ہے۔ یہاں جنم لینے والی بغاوت مختلف نوعیت کی ہے اور یہ کسی اور جمہوریہ کی صورت حال سے مطابقت نہیں رکھتی۔ روسی اور ایرانی آذر بائی جانوں کو متحد کرنے کی آذر بائیجانی تحریک کو روسی ٹینکوں نے کچل کر رکھ دیا اور کچھ اس طرح سے کہ گویا آذر بائیجان میں ٹینن من سکوائر (TIEANMMAN SQUARE) کی یاد تازہ ہو گئی۔

مغرب میں آزاد ترکستان ریاست کے قیام کے بارے میں پختہ قیاس آرائی پائی جاتی ہے۔ لیکن عوامی محاذوں کی طرف سے اس کا عملی مظاہرہ نہیں کیا گیا۔ ان محاذوں میں سے "برلک" (BIRLIK) سب سے بڑا محاذ ہے اور اس کے ممبروں کی تعداد دس لاکھ سے کہیں زیادہ ہے۔ جب تک روسی استعماری اقتدار کے خلاف محاذوں کی نفرت برقرار رہتی ہے اور ماسکو حکومت کی اولین ترجیح اندرون ملک بڑھتے ہوئے مسائل حل کرنے کی بجائے مشترکہ "یورپی گھر" رہتی ہے۔ یہ تحریک ماسکو کے اقتدار کے خلاف آزادی کی جدوجہد میں بھی تبدیل ہو سکتی ہے۔ اگرچہ مختلف مسلم جمہوریتوں کے عوامی محاذوں نے ابھی تک ایک مشترکہ پلیٹ فارم نہیں بنایا۔

اسکے باوجود ان کا مطمح نظر، نصب العین اور مدعا بہت حد تک یکساں ہے۔ کیونکہ انہیں اپنے اپنے علاقوں میں کمیونسٹ اقتدار سے پیدا ہونے والے ملتے جلتے مسائل کا سامنا ہے۔ ماہوار جریدہ کمیونسٹ تاتاری (KAMMUNIST TATARI) 1990/4ء نے تصدیق کی ہے کہ تمام جمہوریتوں کے ساتھ مساوی سلوک نہیں کیا گیا اور اس نے تفاوت تعصب اور غیر رواداری کو جنم دیا ہے، تاہم غربت، بے روزگاری، قوم پرستی اور دیگر سماجی اقتصادی مسائل کا تمام تر قصوروار خود شاکی جمہوریتوں کو بڑی آسانی سے ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ عوامی محاذ حاکمیت، اقتصادی آزادی اور مرکزی کمیونسٹ پارٹی کی، (جو ابھی تک اختیارات کی حامل مقتدر اتھارٹی ہے،) مداخلت کے بغیر اپنے معاملات کو خود چلانے کے مدتوں پرانے مطالبات لے کر سڑکوں پر نکل آئے ہیں۔

قومی محاذوں کا مطالبہ ہے کہ جمہوریتوں کو انسانی حقوق کے دفاع، قومی تشخص کے تحفظ، ثقافتی آزادی، سماجی معاملات کے انتظام، زرعی اور صنعتی شعبوں میں ٹھیک ٹھیک معاشی تقسیم اور قدرتی وسائل کے تحفظ کے میدانوں میں ماسکو سے احکامات وصول کرنے کے بجائے خود فیصلے کرنے کی اجازت دی جائے۔

محاذوں کے یہ جائز مطالبات ماضی اور حال کی روسی حکومت کی اس بے رخی اور لاپرواہی کو صاف ظاہر کرتے ہیں جس کے باعث تعلیم، زبان، صحت، رہائشی انتظام، اور رومانی زندگی بری طرح مجروح ہوئی۔ اپنے قومی ورثے کی بازیافت میں انہیں طویل راستہ طے کرنا ہوگا۔ روسی حکام ان کی جدوجہد کو اتنی آسانی سے قبول بھی نہیں کریں گے۔ حکومتی اخبارات، ازبکستان، تاجکستان، آذربائیجان اور کرغیزیا میں ہلچل کا الزام محاذوں پر عائد کرتے ہیں۔ مذہبی آزادی کے مطالبات کے پیچھے کوئی سیاسی محرک ہے یا نہیں مرکزی کمیونسٹ پارٹی کی 28ویں کانگریس سے ذرا پہلے اخبار "پراودا ووستوکا" نے اپنی 28 جون 1990ء کی اشاعت میں کسی گروہ کا نام لیے بغیر خبردار کیا کہ ایک مذہبی نظریہ جو ہزاروں برس تک انسانوں میں زندگی کی روح پھونکتا رہا ہے اس نے عوام کے ایک گروہ کے اندر ایک بار پھر یقین و ایمان کی تجدید کر دی ہے اور ضرورت ہے کہ کانگریس اس کا خیال رکھے ورنہ اس مذہبی نظریہ کا سوشلسٹ نظریے کی جگہ لینا یقینی ہے۔

28ویں کانگریس کے اختتام پر یہ بات واضح ہوگئی کہ اپنے اندرونی حفظِ مراتب میں ذرا سی تبدیلی کے ساتھ پرانی کمیونسٹ پارٹی ہی ملک کے "نیو بالشویک" (NEO-BOLSHEVIK) اقتدار کی حفاظت کا فریضہ سنبھالے رکھے گی اور کسی بھی نئے طریق عمل کو زبردست مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا جیسا کہ غیر روسی جمہوریتوں میں ہو رہا ہے۔ قومی اقلیتوں کی سب سے بڑی پکار

آزادی ہے۔ لیکن ان کی کوششیں ابھی تک مطلوبہ نتائج برآمد نہیں کرسکیں۔ تاہم اب جب کہ یہ عمل شروع ہوچکا ہے۔ عوامی محاذوں کی مستحکم تحریک مادی رکاوٹوں کے باوجود اٹل صورت اختیار کرے گی۔ یہ بات واضح ہے کہ اصلاحات کا عمل جس رفتار سے بڑھتا جائے گا محاذوں کے رہنما اپنے مطالبات کے لیے اتنی ہی زیادہ جرأت کا مظاہرہ کرنے لگیں گے۔

کرغیزیا میں ہلچل

وسطی ایشیا اور ماورائے قفقاز کے مسلم اکثریتی علاقے گزشتہ چند سالوں سے پر تشدد بغاوت کی کڑیاں جھیل رہے ہیں۔ کرغیزیا سوویت یونین کی چوتھی مسلم اکثریتی جمہوریہ ہے جو ہنگاموں کی لپیٹ میں آئی ہے۔ حقیقت میں کرغیزیا میں ہنگامے گزشتہ ڈیڑھ سال سے جاری ہیں۔ اس کے دارالحکومت فرونزے (FRUNZE) اور ازبکستان کی سرحد سے قریب ترین ملحقہ شہر اوش (OSH) میں ہنگامی حالت نافذ کردی گئی ہے۔ 4 جون 1990ء کو پیر کے دن اس پہاڑی میں تازہ ترین فسادات کے نتیجے میں صورت حال مزید بگڑ گئی۔ جس پر قابو پانے کے لیے ہزاروں روسی فوجی، مقامی حکومت کے دستے اور سرحدی محافظ روانہ کیے گئے۔

جھڑپیں مبینہ طور پر کرغیزیا اور ازبک رہائشی علاقوں کے درمیان زمین کے ایک تنازعہ کی وجہ سے شروع ہوئیں لیکن گڑبڑ کی اصل وجہ حکام نے ظاہر نہیں کی۔ پراودا نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ مسئلے کا گہرا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ کشیدگی کا باعث وہ سماجی اور سیاسی بے چینی ہے جو گذشتہ کئی دہائیوں سے زیر زمین کھول رہی ہے۔ اس روزنامہ کے دو مضمون نگاروں نے گزشتہ موسم گرما میں خبردار کیا تھا کہ "مسائل کا انبار ہے جنہیں اگر کھلے دل اور غیر جانبداری کے ساتھ حل نہیں کیا جاتا اور یونہی متنازعہ رہنے دیا جاتا ہے تو باہمی آویزش کے سلگتے ہوئے انگارے دوبارہ بھڑکتے شعلوں میں تبدیل ہوسکتے ہیں۔ کچھ ایسا ہی انتباہ ان سوویت صحافیوں نے کہا جو اس زمانے میں کرغیزیا کا دورہ کر رہے تھے۔ انہوں نے پیشگوئی کی کہ تنازعات کی تحقیقات کا نتیجہ جمہوریہ کی قیادت کے اشارہ پر مرتب کیا جائے گا۔

اس بات کا حقیقی خطرہ موجود ہے کہ واقعات کی تصویروں اور سنگین حقائق کو اختلافات کی دھند میں چھپا دیا جائے۔ یورزلیافی اور لطیفی نے لکھا ہے کہ ہر قسم کی دستاویزات اور نقشوں کے ذریعے علاقائی جھگڑوں کو مزید بڑھانے کی نظریاتی تیاریاں کی جاچکی ہیں۔ پہلے اس قسم کے